

پرنس قاضی حلیم فضلی
مدیر ماہنامہ ”القلم“ اوگی

جنت کے مستحقین کی صفت۔ شرمگاہوں کی حفاظت کرنا اور فحاشی و بے حیائی وزنا کاری سے اجتناب۔

سورہ معارج میں اللہ تعالیٰ نے جنت کے مستحق لوگوں کی جو صفات بیان فرمائی ان میں سے ایک صفت شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے لوگ ہوں گے۔ فرمایا گیا ہے۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ غَوْنِهِمْ حُفُوفٌ ۚ اَلَا عَلَىٰ اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ۚ فَانْهَمُ غَيْرَ مُلْحَمِينَ ۚ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعُدُوْنَ (معارج) جنت کے مستحق افراد کی صفات بیان کرتے ہوئے چوتھی صفت یہ بیان فرمائی کہ مستحق جنت اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ سوائے اپنی بیویوں اور شرعی لونڈیوں کی حدود سے آگے نہیں بڑھتے اور جو ایسا کرتے ہیں یعنی مقررہ حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہ خدا کے باغی اور سرکش ہیں۔

تفسیر و تشریح:

جن لوگوں کو جنت کا مستحق ٹھہرا گیا ہے وہ اپنی جنسی تسکین کے جائز راستے اختیار کرتے ہیں، وہ بیویوں اور شرعی لونڈیوں تک محدود رہتے ہیں اور اس حدود سے باہر دوسرے راستے اختیار نہیں کرتے۔ شرمگاہوں کی حفاظت سے مراد زنا سے اجتناب بھی ہے۔ فحاشی و بے حیائی سے کنارہ کشی بھی ہے۔ سورہ مومنوں میں انہی الفاظ کے ساتھ شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والوں کو ایماندار اور کامیاب لوگ قرار دیا ہے۔ فرمایا ”مومن لوگ کامیاب و بامراد ہوتے ہیں جو اپنی نمازوں میں خوف الہی کا اظہار کرتے ہیں جو بُری اور بے ہودہ باتوں سے بچتے ہیں۔ اور یہ کہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں“ سوائے اپنی بیویوں اور شرعی لونڈیوں کے جن میں وہ قابلِ ملامت نہیں البتہ جو ان حدود سے تجاوز کریں وہ حدود سے گزرنے والے ہیں۔ عریانی بے حیائی اور فحاشی سے پرہیز کرتے ہیں وہ اپنا ستر دوسروں کے سامنے نہیں کھولتے اور نہ قوتِ شہوانی کے استعمال میں بے لگام ہوتے ہیں۔

ازدواج کا تعلق ان عورتوں پر ہوتا ہے جو طلاق کا اطلاق ان عورتوں پر ہوتا

ہے جو آدمی کی ملکیت ہوں۔ جواز کی بنیاد نکاح نہیں بلکہ ملکیت ہے۔ اگرچہ عورتوں کی ملکیت کی صورت آجکل موجود نہیں۔ بیویوں اور مملوکوں کو بیویوں کی استثنائی صورتوں کے سوا جنسی تسکین کی تمام صورتوں کو حرام کر دیا گیا ہے۔ خواہ زنا ہو، قوم لوٹا کا عمل ہو یعنی لڑکوں کے ساتھ بد فعلی ہو، جانوروں کے ساتھ ہو یا باہمی عورتوں کا جنسی تعلق ہو۔ یا مثنیٰ زنی کی صورت ہو یا کوئی بھی دوسرا ذریعہ ہو۔ بعض مفسرین نے متع کو بھی اس روایت کی زو سے حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ متعہ عورت نہ بیوی کے زمرے میں آتی ہے نہ لونڈی کے۔

سورہ نور میں تو زنا کی سزاؤں پر سختی سے عمل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ”زانیہ مرد اور عورت کو دونوں کو سو کوڑے مارنے کی سزا دو اور ان پر ترس کھانے کا جذبہ تمہیں سزا کے عمل سے نہ روکے اگر تم مومن ہو“

ناجائز جنسی تعلق کیوں حرام ہے: اسلام کی حدود کے سوا صنفی تعلقات کی تمام دوسری صورتیں۔ (اخلاقی،

مذہبی اور معاشرتی حیثیت سے اتنی بری نہیں کہ زنا قدیم سے اب تک انسانی معاشرہ ان کی برائیوں پر متفق ہے۔ کیونکہ انسانی فطرت خود زنا کو حرام کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ انسان کی ذاتی بقاء اور اس کے تمدن کے قیام و استحکام دونوں کا انحصار مرد اور عورت کے پائیدار اور مستقل وعدہ وفاداری پر موقوف ہے اور یہ وعدہ وفاداری معاشرے میں معلوم بھی ہو اور معروف بھی ہو جسے معاشرے کی ضمانت حاصل ہو سکے جس کے بغیر نسل انسانی ایک دن بھی نہیں چل سکتی۔

انسانی بچہ اپنی زندگی اور نشوونما کے لئے دردمندانہ نگہداشت اور غم خوارانہ تربیت کا محتاج ہوتا ہے۔ جس کے لئے تنہا عورت کا اسے اٹھانا و برداشت کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ جب تک مرد اس کا ساتھ نہ دے جو اسے وجود میں لانے کا سبب بنتا ہے۔ مرد اور عورت اس مشترکہ ذمہ داری کو اسی وقت ادا رکھ سکیں گے جبکہ وہ معاشرہ میں جائز طریقے سے نکاح کے ذریعہ اکٹھے ہوں گے چوری چھپی یکجائی کے نتیجے میں بچے کی پرورش کے بعد اس کی مشترکہ نشوونما کی ذمہ داری ناممکن ہے بلکہ ناجائز بھی معاشرتی لحاظ سے غیر معروف بھی ہوگی۔ جس کے نتیجے میں پیدائش سے پہلے تلف کیا جاتا ہے۔ اور اگر پیدا ہو جائے تو ویرانوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ اور اگر بچ جائے تو حرامی اولاد کو معاشرہ قبول نہیں کرتا۔

انسدادی احکام: اسلام نے زنا کی سخت ترین سزا تجویز کرنے کے علاوہ زنا کے تمام امکانات و اسباب پر پابندی لگا دی ہے۔ جو زنا کے دروازے کھولتے ہیں یا زنا میں آسانیاں پیدا کرتے ہیں۔ عورتوں اور مردوں کا باہمی میل جول بند کیا۔ بن سنور کر باہر نکلتا بند کیا۔ نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا۔ نظروں پر پہرے بٹھائے تاکہ دیدہ بازی سے حسن پرستی تک اور حسن پرستی سے عشق بازی اور عشق بازی سے زنا تک نوبت ہی نہ آئے عورتوں سے کہا گیا کہ اپنے گھر وں میں محرم اور غیر محرم کی تمیز کریں، یہ ساری پابندیاں اسلئے عائد کی گئیں کہ فاشی بے حیائی اور عریانی کی آخری منزل زنا تک نوبت نہ آئے۔

سورہ احزاب میں سرکارِ دو عالم ﷺ کی بیویوں کے متعلق حکم ہے۔ ”اے پیغمبر کی بیویو! اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے گفتگو نہ کرو کہ دل کی خرابی میں مبتلا کوئی شخص برے خیال اور ارادے کے طمع میں نہ پڑ جائے یا اس کی نیت میں نفور نہ آجائے بلکہ صاف اور سیدھی بات کرو“ باتوں کے مواقع مردوں کے ساتھ آتے رہتے ہیں۔ مگر ان کے ساتھ باتوں میں شرینی ملاوٹ نہ ہو، ایسا نہ ہو کہ مرد کے جذبات میں انگلیخت پیدا ہو جائے۔ دل میں برا خیال درآئے برے ارادے کا طمع پیدا ہو جائے۔

جو دین اسلام عورتوں کو مردوں کے ساتھ گفتگو میں اتنی احتیاط کا حکم دیتا ہے وہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ کوئی عورت مسلمان ہو کر شیخ پرناچے گا، گئے تھر کے بھاؤ بتائے اور نخرے دکھائے کیا وہ مذہب مسلمان عورت کو اس بات کی اجازت دے سکتا ہے کہ وہ ڈراموں میں ہیروئن کا کردار ادا کرے۔ ہوائی جہازوں اور تجارتی اداروں میں مسافروں اور گاہکوں کے دل بھائے۔ کمرشل مصنوعات کا اشتہار بنے، اجتماعی مجالس میں بن ٹھن کر آئے۔ یہ تہذیب اور کلچر کس اسلام اور کس قرآن سے برآمد کیا گیا ہے؟

قرآن کریم تو کہتا ہے کہ وَقُرْتُ فِیْ بَیْتِکُمْ وَلَا تَبْرَحْ تَبْرَجُ الْجَاهِلِیَّةِ اَدْوٰی۔ گھروں میں نیک کر رہو اور سابقہ دور کی سبج دھج نہ دکھاتی پھرو۔ عورت کا اصل دائرہ عمل اس کا گھر ہے۔ اسی کے اندر خانہ داری کے فرائض ادا کرے۔ مگر آج ہمارے اعتدال پسند اور روشن خیال پرویز مشرف فرماتے ہیں کہ مجھے عورتوں کا برقع پسند نہیں۔ وہ عورت کا نگا کرنے پر مصر ہیں۔ اور عورت کی نگنی نیکر پہننے پر بے بند ہیں۔

آج ہمارے ہاں ملازموں کے سلسلہ میں ملک کے دور دراز حصوں میں یا ملک سے باہر کام کرنے والوں کے ہاں زیادہ تر نہیں تو تھوڑے بہت ایسے گل کھلتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عورت مستور ہے۔ ڈھانپنے اور چھپائی جانے والی چیز ہے۔ جب تک گھر میں ہوتی ہے خدا کی رحمت قریب ہوتی ہے جب باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا ہے۔

عجیب بات ہے کہ ہم سکوں، کپڑے، زیورات کو تو محفوظ رکھتے ہیں، بینکوں کے اندر جمع کرتے ہیں، یعنی لاکروں میں رکھتے ہیں، محفوظ تجویروں میں رکھتے ہیں دوسروں کی نظروں سے چھپا چھپا کر محفوظ جگہوں میں رکھتے ہیں۔ مگر اپنی غیرت، اپنی شرم عورتوں، بیویوں، بیٹیوں اور بہوؤں کو سر بازار چوراہوں، کلبوں اور غیر مردوں میں کھلا چھوڑ دیتے ہیں تاکہ جنسی جنوں میں مبتلا آج کے معاشرے میں ہر شخص آئے اور لطف اٹھائے۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے
جسے صلی علیہ وسلم ہو اے سرکارِ عالمیں۔

بے حیائی سے بچنے کا حکم: قرآن کریم میں بار بار شرمگاہوں کی حفاظت اور کھلی چھپی بے حیائی و فحاشی سے رکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سورۃ اعراف میں ارشاد باری ہے۔ ”اے پیغمبر کہہ دیجئے میرے رب نے بے حیائی اور فحاشی کے کام حرام کر دیئے ہیں خواہ کھلے ہوں یا چھپے ہوئے“۔ پھر فرمایا ”بے حیائی کے قریب نہ جاؤ خواہ کھلی یا چھپی ہوئی“ دوسرے مقام پر پیغمبر کی بیویوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ اے نبیؐ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مومن مردوں اور عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر چادروں کے پلے ڈال کر نکلیں، گھونگھٹ نکال لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ تاکہ پہچانی نہ جائیں اور راہ چلتوں کے ذریعہ ستائی نہ جائیں۔ حکم خداوندی ہے۔ لایبذلین زینتھن الا ما ظہر منھا۔ اپنی زینت کا اظہار نہ کریں۔ زینت کا اظہار تین طرح سے ہوتا ہے۔ خوشنما کپڑے پہننا۔ سڑپاؤں، منسپاتھ وغیرہ کی آرائش۔ ہاتھوں پر مہندی کے نقش نگار بنا کر انگلیوں میں چھلے منہ پر سرخی پوڑ بجا کر پوری سجاوٹ کے ساتھ لوگوں کے سامنے نہ آئیں۔ ولبیضر بن بخمرھن علی جیویھن۔ سینہ پر چادر ڈال دیا کریں۔ خدا کا حکم ہے: پاؤں زمین پر مارتی نہ چلو تاکہ تمہاری زینت چھلک نہ پڑے بے حیائی نہ پھیلانی جائے۔

سورۃ نور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایک اسلامی معاشرے میں فحاشی بے حیائی پھیلے وہ دنیا و آخرت میں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔ ”فحاشی پھیلانے کے ذرائع۔ بدکاری کے اڈے چلانا، جذبات کو اکسانے والے ناول قصے کہانیاں فلمیں، وی سی آر، ٹنگی فلمیں، گانوں اور کیسٹوں کا کاروبار۔ رسائل و اخبارات، تصاویر، نیم برہنہ لٹریچر۔ یہ سب تشبیح الفاحشہ کے ذیل میں آتے ہیں۔ رقص گاہیں، کلب، ہوٹل، مخلوط مجالس اسی حکم میں آتی ہیں۔ اس قسم کی بے حیائی پھیلانے والے اداروں کے بارے میں قرآن کریم دو ٹوک الفاظ میں آخرت میں عذاب کا مستحق گردانتا ہے۔

بے حیائی کے معاشرتی نتائج:۔۔۔ زید بن طلحہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: ہر مذہب کا ایک اخلاق ہوتا ہے اسلام کا اخلاق حیا ہے۔ الحیاء نصف الایمان۔ حیاء نصف ایمان ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اذہم تستحی فاصنع ما شئت۔ جب حیا نہیں آتی تو پھر جو چاہو کرو۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھے شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

آج ہمارے چاروں طرف کھلی بے حیائی، حسن کی نمائش، زینت کے اظہار کے نتیجے میں آئے دن زنا، اغواء، عشق و محبت کی داستانیں وجود میں آتی رہتی ہیں۔ اجتماعی زنا کاری، اسلامی معاشرے کی پامالی ہو رہی ہے۔ ہمارے اسی معاشرے کی چند آزاد منش و آوارہ مزاج عورتیں ذرائع ابلاغ کے صفحات اور ٹیلی ویژن پر دیگر اموں میں عورتوں کی آزادی پر یکپھر جھاڑتی ہیں۔ انکی فلاح و محکومی کا رونا روتی ہیں۔ لیکن اس کے پیچھے جو بے حیائی اور بے غیرتی کا طوفان

اٹھتا ہے ان حقائق سے آنکھیں بند کر دیتی ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ ہمارے موجودہ حکمران بھی برقعہ کو گوارہ نہیں فرماتے یورپ میں بے حیائی کے اثرات..... ہمارے ہاں عورتوں کی آزادی کے سلسلہ میں، یورپ کی ترقی یافتہ تہذیب کا اکثر حوالہ دیا جاتا ہے۔ اور عورت کی وہاں آزادی کے گن گائے جاتے ہیں۔ وہاں کی جہالت ملاحظہ ہو:

یورپ میں جب عورت کا حسن بے حجاب ہوا تو ساری دنیا میں ذلت اور رسوائی کا موجب بنا۔ اسی یورپ میں چائلڈ سٹڈی کے ڈائریکٹر ملٹن کی رپورٹ کے مطابق، یورپ میں لڑکیاں اعلیٰ جماعتوں میں آنے سے پہلے حاملہ ہو جاتی ہیں۔ وہاں ایک سال میں لاکھوں حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ وہاں جائز و ناجائز کا تصور ختم ہو چکا ہے۔ خانگی زندگی تباہ ہو چکی ہے۔ ہر سال لاکھوں عورتوں کو طلاق ملتی ہے۔ وہاں اس رواج کا بھی تیزی سے اضافہ ہوتا ہے کہ خاوند کی اجازت سے دوسروں کے ساتھ ہم بستری کی جاسکتی ہے۔ اس بے حیائی و بدکاری کا نتیجہ ہے کہ وہاں خود کشیاں عام ہو رہی ہیں۔

اسلام نے عورتوں کے پاؤں کے نیچے جنت ہونے کا اعزاز بخشا۔ پاکیزگی، اور تقدس کی نعت قرار دیا اور اسے قیمتی متاع جان کر سات پردوں میں چھپانے کی ہدایت دی۔ اس کے ہاتھ میں قرآن۔ دلوں میں نور ایمانی، آنکھوں میں حیا دیا۔ مگر عورت نے خدا کے ان انعامات کو ٹھکرا دیا۔ آزادی کا نعرہ لگایا تو کیا بنی؟ داشتہ بنی، طوائف بنی۔ گلوکارہ و فنکارہ بنی۔ صابن کی مکئی سے لے کر ہزاروں مصنوعات کا اشتہار بنی۔ کمرشل اداروں کا ماڈل بنی۔ تجارتی اداروں میں مسکرائیں، بکھیرنے، ادائیں نبھاؤ کرنے کی قیمت بنی۔ جس کی آواز کی کھنک پر پابندی تھی وہ آواز کا جادو جگانے لگی۔ اس کی تصاویر مصنوعات کے لیبلوں سے اتر کر بازاروں گلیوں میں پاؤں کے نیچے زلتی ہیں اور خود بھی زلتی ہیں۔ رقص گاہوں کی زینت، سوشل مجالس میں خاوندوں کی تجارتی اور ملازمتی ترقی کا آلہ کار بنی۔ قرآن فرماتا ہے:

ام حسب الذین يعملون السیات ان یسبقونا ساء ماء یحکمون (العنکبوت)

”کیا یہ بدکار لوگ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے۔“

بے حیائی میں حکمرانوں کی تباہی۔ زنا کاری، بے حیائی اور فحاشی کا اندازہ خود اپنی تاریخ سے لگائیے جس نے مسلمانوں کو عرش سے فرش پر اتار دیا۔ عباسیہ، فاطمی، اغالیہ، مغلیہ کے جتنے حکمران شراب و شباب کے ریساتھے جتنے عیاش تھے اتنے ہی بزدل، بے غیرت اور تن آسان ہوئے کہ اپنے تاج و تخت کو بھی نہ بچا سکے۔ ملک اور قوم کی حفاظت تو چھوڑ دیئے۔ نادر شاہ ابدالی میدان مارتا، ہوا دہلی کے قریب پہنچا تو اس نے محمد شاہ بادشاہ کو پیغام بھیجا۔ جسے اس نے پڑھے بغیر شراب کی صراحی میں ڈبو کر کہا: ”این دفتر بے معنی غرق مئے ناب اولیٰ“ یہ بے معنی خط شراب میں غرق کرنا بہتر ہے۔ دربان نے کہا۔ حضرت نادر شاہ آگیا ہے تو کہا۔ کیوں برہان کرتے ہو ہمیں مل لیں گے اور یہ ملاقات ایسی ہوئی

کہ قتل و غارت گری کا سیلاب آ گیا۔ خون کی ندیاں بہیں۔ محمد شاہ ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوا۔ اور فارسی کی مثل مشہور ہوئی ”شامت اعمال ماصورت نادر گرفت“ ہماری بد اعمالیوں کی سزا نادر شاہ کی شکل میں نمودار ہوئی، ہندوستان کی تمام دولت، تخت طاؤس اور کوہ نور ہیرا تک نادر شاہ لے گیا۔

اورنگ زیب عالمگیر جسے نیکو کار دیندار بادشاہ نے فحاشی کے اشاعتی ذرائع پر پابندی لگائی مگر اس کا پوتا جہاندار شاہ جب دہلی کے تخت پر بیٹھا تو خوش آواز طوائف پر عاشق ہو گیا اور عشق کے اس نشے میں حکومتی سکے پر اس کا نام ”لال کنور“ درج کرایا۔ اسی لال کنور نے بادشاہ کو شہزادوں کی آنکھیں نکالنے کی فرمائش کی اور یہ بادشاہ، جہاندار شاہ ظلِ ابلسی و شیطانی اپنی حرام کاریوں کے باعث صرف نو ماہ حکومت کر سکا۔ اس کے بعد فرخ سیر نے چار ماہ حکومت کی وہ بھی ایک عورت کے عشق میں گرفتار ہوا اس کے ایک درباری امیر نجم الدین نے اسے اندھا کر دیا۔

اس کے بعد اس خاندان کا دوسرا شہزادہ رفیع الدولہ تین ماہ صرف حکومت کر سکا؟ اور یہ رفیع الدولہ صاحب صرف تیرہ سال کی عمر میں آٹھ بیویوں کے خاوند تھے۔ محمد شاہ جسے اس کی عیاشیوں اور زن پرستیوں کے باعث رنگیلا کہا جاتا ہے اس کی ایک محبوبہ نے قطب جانے کی خواہش کی تو تمام راستے کو رومی خمل بچھا کر آراستہ کیا۔ جگہ جگہ نورے لگا لگا کر ٹھنڈا کیا گیا اور اسے خوشبو میں بسا کر عطر چھڑکا گیا۔ لکھنؤ کا آخری تاجدار و اجداد علیشاہ تھا جس کے بعد ہم سو سالوں تک انگریزوں کی غلامی میں چلے آئے۔ یہ رقص کا ماہر تھا اور عورتوں کا شائق تھا وہ جب ناچتا تو سر پر پانی کا گلاس رکھ کر ناچتا تھا کیا مجال کہ گلاس سے پانی کا قطرہ پھلک پڑے۔ یہ اپنے ”اندر سبھا“ کے اکھاڑوں میں حسین عورتوں سے گھرا رہتا۔ عورتوں کا روپ دھارتا حتیٰ کہ ان کی بیماریاں ماہواری اور دروزہ میں خود کو مبتلا کرتا۔

اپجین، غرناطہ، ایشیلیہ جنہیں مسلمانوں نے اپنا خون دے کر اور کشتیاں جلا کر فتح کیا تھا وہ حکومتیں مسلمانوں کے آخری دور میں ان کی زنا کاریوں، بد کاریوں اور فحاشیوں کی بھینٹ چڑھ گئیں۔ غرناطہ کے آخری بادشاہ کی محبوبہ جو دیہاتن عورت تھی۔ کچھڑ کے گارے میں پھرنے کی خواہش ظاہر کی تو بادشاہ سلامت نے چھنی ہوئی مٹی کے ڈھیر کو عرق و گلاب سے گिला کر کے گارا بنایا۔

بے حیائی قوم کو بزدل بنادیتی ہے۔ وطن اور وطن کی بیٹیوں کی عزت، غیور بہادر اور غیرت مند قومیں بچایا کرتی ہیں اور جو قوم اپنی بیٹیوں کی عزت اور حفاظت نہ کر سکیں انہیں بے حیائی اور فحاشی کے راستوں پر کھلا چھوڑ دیں وہ محمد قاسم بن کر ملک اور ملت کی بیٹی کی آواز پر کب کوسوں دور کا سفر کر سکتی ہیں۔ جن کے اپنے ازار بند ہر وقت کھلے ہوں وہ ملک اور قوم کی بیٹیوں کے ازار بند کب کھلنے سے روک سکتے ہیں۔ غیر ملکی مہمانوں کی عزت و تکریم بجا مگر ان کے سامنے قطاروں میں لا کر اپنی بچوں کو کھڑا کر دینا تو ہی مال کی نمائش، کتنا، مہمان کے دوستوں کو انسانی کلیوں ”اپنی بچیوں

کے، حسن سے سبنا کون سی غیرت مند بہادر اور خوددار بیٹیاں ہیں کہ ان کے توسط سے دوستی اور قرضے حاصل کئے جائیں۔ اسی لئے ہمارے موجودہ صدر جنرل صاحب پاکستان میں برقعے کو پسند نہیں فرماتے تاکہ انہیں امریکہ کی زیادہ سے زیادہ خوشنودی حاصل ہو اور ان کی عیاشی کے لئے زیادہ سے زیادہ امداد مل سکے۔

فحاشی بے حیائی اور عورتوں کی بے پردگی بزدلی سکھاتی ہے۔ اور بزدلی بے غیرتی کا روپ دھارتی ہے۔ جنگی نغمے گانے والیاں قوم میں رسی سہی غیرت اور حمیت نچوڑ لیتی ہیں۔ محاذوں پر لڑنا نہ شاعروں کا کام ہے اور نہ جنگی ترانے والی گلوکاراؤں کا کام ہے۔ ”نور جہاں اور ترانہ“ کے نغموں نے یحییٰ خان کو اتنا مہوش کیا کہ مشرقی پاکستان کا المیہ سرزد ہوا۔ ۱۸۵ء میں میرٹھ کا پٹنہ اور لکھنؤ کے علاوہ دوسرے محاذوں پر انگریزوں کے خلاف لڑنے والے مجاہد جب دہلی پہنچے تو بہادر شاہ ظفر سے درخواست کی کہ آپ صرف بادشاہ بننا قبول کریں ہم آپ کے لئے لڑیں گے۔ بہادر شاہ نے کہا۔ بابا ہم فقیر لوگ ہیں ہمیں نہ ستاؤ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان سے مسلمانوں کی شان و شوکت کا جنازہ نکل گیا۔ اور اسی پاکستان کے ایک فوجی جرنیل صاحب جو اپنی شراہوشی اور زنا کاری میں ضرب المثل تھے اتنے ڈوبے کہ مشرقی پاکستان ہاتھوں سے نکل گیا۔

حرف آخر: آج بھی وہی کچھ ہو رہا ہے اگر ہم نے فحاشی بے حیائی بے شرمی اور مردوزن کے اسی آزادانہ روش کو نہ روکا اور خدا کے احکامات سے منہ موڑ دیا تو ہمارا بھی وہی حال ہوگا بلکہ ہو رہا ہے کہ ہم اپنے اور اپنے دین کے ازلی دشمنوں سے دوستی میں اتنے آگے چلے گئے کہ انہیں ہر قسم کی مراعات دی جا رہی ہیں اور یہودیوں اور عیسائیوں کی اتنی غلامی میں چلے گئے ہیں کہ افغانستان کی اسلامی حکومت کی تباہی میں ان کے دست و بازو بنے اور ایک ایک اسلامی حکومتوں عراق و ایران میں ان کی ہاں میں ہاں مل رہے ہیں۔ برقع کو ناگوار کہنے والے اور لنگی پنڈلیوں میں لڑکیوں کی دوڑ کو سراہنے والے جرنیل صاحب نے ملک کو امریکہ کا غلام بنا کر رکھ دیا ہے۔

یاد رکھئے ہماری بقاء ہماری عزت اور ہماری سر بلندی اسلام سے وابستگی میں ہے۔ اور اسلام کے احکام کی پاسداری میں ہے۔ ہم جنت کے مستحق بننا چاہتے ہیں تو اپنی قوم اپنی عورتوں کی حفاظت کا فریضہ ادا کرنا ہوگا اور یہ حفاظت اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اللہ کے بتائے ہوئے احکامات پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ غیور ہے۔ اور اس نے ہماری غیرت اور شرم کی حفاظت کے لئے یہ احکامات بھیجے ہیں۔ اہل جنت بے غیرت بزدل اور فاحش نہیں ہوتے اگر تم نے خود کو اہل جنت میں شامل کرنا ہے تو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنا ہوگی اس میں خداوند تعالیٰ کی خوشنودی بھی ہے اور ہماری اپنی بقا و سلامتی کی ضمانت بھی ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔